Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

یوم شنبہ

روزنامہ الفضل لاہور

زرِ الفضل بپاید بوتیرے کیشاں عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

تار کا پتہ:- الفضل لاہور

فی پرچہ ۱/

جلد ۴۰/۴۱ | ۱۳ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ | ۴ اخاء ۱۳۳۱ ھش | ۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء | نمبر ۲۳۲

اخبار احمدیہ

ربوہ یکم اکتوبر (بذریعہ ڈاک)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو تا حال بخار کی شکایت ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعا جاری رکھیں

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

احرار کو چیلنج

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ

"آزاد" مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۵۲ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ

"مرزا بشیر الدین محمود نے ملک میں جاگیرداروں کے خلاف بڑھتی ہوئی مہم سے خوفزدہ ہو کر اپنی تمام زمین فروخت کرنا شروع کر دی ہے"۔

"معلوم ہوا ہے کہ مرزا محمود سب سے پہلے سندھ میں اپنی ریاستوں کی زمین فروخت کرنا چاہتے ہیں"۔

"تازہ اطلاعات سے پتہ چلا ہے کہ مرزا محمود سندھ کی اراضی کو پہلے اس لئے فروخت کرنا چاہتے ہیں کہ سندھ گورنمنٹ نے سندھ سے جاگیرداریاں ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ مرزا محمود کو یہ خدشہ لاحق ہے کہ اگر انہوں نے ایسے حالات سے پہلے اپنی زمین فروخت نہ کی۔ تو وہ تمام اراضی ضبط کر لی جائے گی"۔

پھر لکھا ہے:-

"یہ اراضی تحریک جدید کے نام پر جمع شدہ چندہ سے خریدی گئی تھی۔ لیکن کاغذات میں مرزا محمود نے اسے اپنی ذاتی ملکیت بنا لیا"

"مرزائی چندہ دہندگان نے آواز بلند کی کہ جماعتی اراضی کو فروخت کر کے اس کی رقم جماعتی خزانہ میں جمع کی جائے"۔

"مرزا محمود یہ رقم اپنے ذاتی خزانہ میں جمع کرنے کے لئے اس اراضی کو ذاتی طریق پر فروخت کرنا چاہتے ہیں"۔

اس مضمون کے شائع ہونے کے چند دن بعد ۲۶ ستمبر کے "آزاد" میں اس خط کا چربہ بھی شائع کیا گیا جو میری اراضیات کے دفتر کے کارک نے "الفضل" کو لکھا تھا۔ اور جس میں مذکورہ بالا اراضی کی فروخت کا اعلان کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ اس خط کے چربہ کے اوپر ایک نوٹ بھی ادارہ "آزاد" کی طرف سے شائع ہوا ہے کہ ہمارے اعلان پر "بعض مرزائی سیخ پا ہوئے اور خبر کو بے بنیاد بتانے لگے" اس لئے ہم اس خط کا چربہ شائع کرتے ہیں۔

اگر احرار کی شہرۂ آفاق غلط بیانیوں کا علم نہ ہوتا تو میرے لئے یہ مضمون اور اس چربہ کی اشاعت حیرت انگیز ہوتی کیونکہ اصل بنیاد اس مضمون کی یہ ہے کہ کوئی زمین میرے پاس ہے جسے میں فروخت کر رہا ہوں۔ اور کسی کے پاس زمین کا ہونا کسی اسلامی حکم کے خلاف نہیں۔ صحابہؓ کے پاس زمینیں تھیں خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خاندان کے پاس باغ فدک تھا۔ اور پھر زمینوں کا فروخت کرنا بھی قابلِ تعجب نہیں۔ حدیثوں میں صحابہؓ اور تابعین کا اپنی زمینیں فروخت کرنے کا ذکر آتا ہے۔ پس یقیناً کسی صحیح الدماغ انسان نے "آزاد" سے اس امر کا ثبوت نہیں مانگا ہوگا کہ کیا امام جماعت احمدیہ کے پاس کوئی زمین ہے۔ یا یہ کہ کیا وہ اس کو فروخت کرنا چاہتے ہیں؟ اگر ثبوت مانگا ہوگا تو اس بات کا مانگا ہوگا۔ کہ آیا جماعت احمدیہ کے روپیہ سے خریدی ہوئی کسی زمین کو وہ اپنی ذات کے لئے فروخت کرنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ یہ بات یقیناً قابلِ اعتراض ہے اور اگر ایسا ثابت ہو جائے تو خلافت تو الگ رہی میں ایک شریف انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں رہتا۔ لیکن یہ خیال کرنا کہ لوگوں نے "آزاد" سے اس بات کا مطالبہ شروع کر دیا۔ کہ تم نے کیوں امام جماعت احمدیہ پر یہ اعتراض کیا کہ ان کے پاس کوئی زمین ہے۔ اور وہ اسکو فروخت کرنا چاہتے ہیں اس امر کو تو کوئی عقلمند باور نہیں کر سکتا۔ اور جو اعتراض معقول ہے۔ اور جو میں نے اوپر لکھا ہے۔ اگر وہ کسی نے کیا ہے۔ تو اس خط کے چربہ سے اس کا جواب نہیں ملتا۔ کیونکہ اعتراض تو صرف یہی ہو سکتا ہے کہ انجمن کے روپیہ سے خریدی ہوئی زمین کو اپنی ذات کے لئے فروخت کرنا ناجائز ہے۔ اور اس خط میں جسکا چربہ شائع کیا گیا ہے نہ تو یہ ذکر ہے کہ وہ زمین انجمن کے روپیہ سے خریدی گئی ہے۔ اور نہ یہ کہیں ذکر ہے کہ وہ روپیہ میں اپنی ذات کے لئے استعمال کرنے والا ہوں۔ پس اس چربہ سے کیا نتیجہ نکلا؟ کچھ بھی نہیں۔

جہاں تک اس خط کے شائع ہونے کا سوال ہے۔ یہ تو میرے دفتر کے کارک کی ذمہ واری ہے کہ وہ اسکو حل کرے۔ یا "آزاد" اخبار کی ذمہ واری ہے کہ وہ اسکو حل کرے۔ کہ آیا اس نے ٹرین پوسٹل سروس کی مدد سے خط چرایا ہے۔ یا پولیس سنسر نے اسے یہ خط دیا ہے۔ یا خود میرے کلرک سے مل کر یہ خط چروایا گیا ہے۔ جہاں تک میری عزت کا سوال ہے۔ مجھے اس امر سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ نہ تو میں یہ کہتا ہوں۔ کہ جس زمین کا اس خط میں ذکر ہے۔ وہ میرے پاس نہیں ہے۔ اور نہ میں اس بات کا انکار کرتا ہوں کہ میں اس زمین کو فروخت کر رہا ہوں۔ جہاں تک اس خط کے مضمون کی اشاعت کا تعلق ہے۔ مجھے اس خط کے چھپنے سے نہ کوئی تکلیف ہوئی ہے۔ نہ فکر کیونکہ زمین کا مالک ہونا یا اسے فروخت کرنے کی کوشش کرنا کوئی اخلاقی، مذہبی یا سیاسی جرم نہیں ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ خواہ کتنا ہی بے ضرر مضمون ہو میرے دفتر کا ایک خط چرایا گیا ہے خواہ ٹرین پوسٹل سروس کے ذریعہ سے یا سنسر کے ذریعہ سے یا میرے دفتر کے کسی غدار کے ذریعہ سے مجھے اس خط کے شائع ہونے کے بارہ میں ضرور دلچسپی ہے۔ اور میں اس کی ضرور تحقیقات کرونگا۔ مجھے بعض وجوہ سے غالب خیال ہے کہ یہ چوری ایک خاص ذریعہ سے ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ وہ صرف عقلی خیال ہے۔ اس کے اوپر میں اپنے عمل کی بنیاد رکھنے کو تیار نہیں:-

اب میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں جو "آزاد" نے شائع کیا ہے۔ "آزاد" نے لکھا ہے کہ

اول کوئی زمین میرے قبضہ میں ہے جو کہ انجمن کے روپیہ سے خریدی گئی ہے۔

دوم یہ کہ میں اس زمین کو فروخت کر رہا ہوں:-

سوم یہ کہ جماعت کے لوگوں نے اسپر اعتراض کیا ہے۔

چہارم۔ یہ کہ میری فروخت کا بڑا محرک جاگیرداری کے منسوخ ہونے کا قانون ہے:-

پنجم یہ کہ انجمن کی زمین کی قیمت کو میں اپنی ذات پر خرچ کرنا چاہتا ہوں۔

میں نمبروار ان سوالوں کا [illegible]ب دیتا ہوں

... طبع کرا کر ۳۲ میکلوڈ روڈ لاہور سے شائع کی۔

نمبر اول کا جواب یہ ہے۔ کہ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض انجمن کی زمینیں میرے نام پر خریدی ہوئی ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بات بھی ہے۔ کہ بعض میری زمینیں انجمن کے نام پر خریدی ہوئی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ جو زمینیں انجمن کی میرے نام پر خریدی ہوئی ہیں۔ ان کا رقبہ ان زمینوں کی نسبت جو میری ہیں۔ اور انجمن کے نام پر خریدی گئی ہیں۔ قریباً نصف یا ساٹھ فی صدی کے قریب ہے۔ پس اگر میں انجمن کی زمینیں فروخت کروں۔ تو اس سے قریباً دو گنا رقبہ میرا انجمن کے پاس ہے۔ اور وہ مجھے زیادہ نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس گڑبڑ کی وجہ یہ ہے۔ کہ درحقیقت سندھ میں جو زمینیں خریدی گئی ہیں۔ وہ ایک احمدیہ کمپنی نے خریدی تھیں۔ جس کا ذکر اس زمانہ کے "الفضل" کے فائلوں میں ملتا ہے۔ اور جس کا ذکر انجمن کے ریزولیوشنوں میں بھی آتا ہے۔ اس کمپنی کا ایک بڑا حصہ دار میں تھا۔ اور مجھ سے بھی بڑی حصہ دار انجمن تھی۔ کچھ اور حصہ دار بھی تھے۔ لیکن شروع میں چونکہ آمدن پیدا نہ ہوئی۔ اور زمینوں کی قسط ادا کرنے کے لئے لوگوں کو اپنے پاس سے روپے دینے پڑے۔ اس لئے سوائے تین حصہ داروں کے باقی سب حصہ داروں نے اپنی زمینیں دوسرے حصہ داروں کے پاس فروخت کر دیں۔ اور اب اس کمپنی کی زمین صرف تین حصہ داروں کے پاس رہ گئی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ، میں اور میرے چھوٹے بھائی مرزا بشیر احمد صاحب۔ اسی دوران میں جبکہ ابھی زمینیں تقسیم نہیں ہوئی تھیں۔ کچھ اور زمینیں معلوم ہوئیں۔ جو خریدی جا سکتی تھیں۔ چنانچہ تحریک جدید نے فیصلہ کیا۔ کہ وہ بھی اپنے ریزرو فنڈ کو انہی زمینوں کی خرید میں لگا لے۔ لیکن تحریک جدید اس وقت تک رجسٹرڈ نہیں تھی۔ اس لئے اس کی ساری زمینیں صدر انجمن احمدیہ کے نام پر خریدی گئیں۔ چونکہ وہ کمپنی جس نے زمین خریدی تھی۔ وہ بھی رجسٹرڈ نہیں تھی۔ اس لئے اس کی تمام زمینیں بھی صدر انجمن احمدیہ کے نام پر خریدی گئیں۔ اس وجہ سے لازماً میرا حصہ بھی اور میرے بھائی کا حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ کے نام پر خریدا گیا۔ کیونکہ ہماری خرید براہ راست نہ تھی۔ بلکہ اسی کمپنی کے حصہ دار کی حیثیت سے تھی۔

اسی دوران میں میں نے خود کچھ زمین براہ راست خریدی۔ جس کے نتیجہ میں مجھے بھی اپنے آدمی وہاں رکھنے پڑے۔ جب کبھی کسی نئی زمین کا پتہ لگتا تھا۔ کہ وہ خریدی جا سکتی ہے۔ اور انتظام کے لحاظ سے مفید ہے۔ تو اسے خرید لیا جاتا تھا۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا تھا۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کا مختار نامہ یا مختار موجود نہ ہوتا تھا۔ تو میرا مختار میرے مختار نامہ پر زمین خرید لیتا تھا۔ لیکن وہ ہوتی تھی صدر انجمن احمدیہ کی۔ اور کبھی ایسا ہوتا تھا۔ کہ کوئی زمین میں نے خریدنی ہوتی تھی لیکن میرا مختار نامہ یا میرا مختار موجود نہیں ہوتا تھا۔ تو انجمن کا مختار اس زمین کو انجمن کے نام پر خرید لیتا تھا۔ لیکن وہ ہوتی تھی میری۔ اس کی موٹی علامت یہ ہوتی تھی۔ کہ زمینوں کے حلقے تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ نبی سر روڈ کے پاس کی زمینیں صدر انجمن احمدیہ کی تھیں۔ اور ٹالہی سٹیشن سے پاس کی زمینیں تحریک جدید کی تھیں۔ اور ٹنڈو الٰہ یار کے علاقہ کی زمینوں میں تھوڑا سا حصہ میرا تھا۔ باقی تحریک جدید کا تھا۔ اس کے مقابلہ میں کنری سٹیشن کے پاس کی زمین ان حصہ داروں کو ملی۔ جو کہ صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ زمین خریدنے والی کمپنی کے ممبر تھے۔ جنہوں نے آگے جا کر اپنی زمینیں میرے اور میرے بھائی کے پاس فروخت کر دیں۔ پس وہاں جو زمین خریدی جاتی تھی۔ وہ میرے لئے خریدی جاتی تھی۔ اسی طرح کنجیجی سٹیشن کے پاس زمینیں سب سے پہلے میں نے ہی خریدی تھیں۔ اس لئے وہاں اگر کوئی زمین نکلتی تھی۔ تو میں ہی خریدتا تھا۔ اور جس کی زمین ہوتی تھی۔ وہ اس کے مینیجروں کے سپرد ہو جاتی تھی۔ اور شروع دن سے وہی اس پر کام کرتے تھے۔ اور ان کے بنک اکاؤنٹ اس پر شاہد ہوتے تھے۔ مثلاً انجمن کے نام پر جو انجمن کی زمین خریدی گئی۔ اس کی قیمت یا انجمن کے ریزولیوشنوں میں درج ہے۔ یا انجمن کے بنک اکاؤنٹس سے ادا ہوئی۔ اور آئندہ اس کی قسطیں بھی اسی طرح ادا ہوتی رہیں۔ ہر شخص فوراً دیکھ سکتا ہے۔ کہ یہ زمین گو کسی اور کے نام سے خریدی گئی۔ مگر اس کی ابتدائی رقمیں بھی انجمن نے دیں۔ اور پھر اس کی قسطیں بھی شروع سے لے کر آخر تک انجمن نے ہی دیں۔ اسی طرح تحریک جدید کی جو زمین خریدی گئی۔ گو وہ انجمن کے نام پر ہے۔ لیکن بنکوں کے اکاؤنٹ شاہد ہیں۔ کہ اس کی قیمت انجمن نے ادا نہیں کی۔ اس کی قیمت تحریک جدید نے ادا کی۔ اور پندرہ سال کی متواتر بنکوں کی شہادتیں اس بات پر ہیں۔ کہ وہ زمین تحریک جدید کی ہے۔ اسی طرح جو میری زمین ہے۔ زمین خریدنے والی کمپنی اور انجمن کا ریکارڈ شاہد ہیں۔ کہ اس کی قیمتیں میں نے دی ہیں۔ اسی طرح بنک اکاؤنٹ گواہ ہے۔ کہ اس کی قسطیں برابر میرے کھاتہ سے جاتی رہیں۔ انجمن یا تحریک نے وہ ادا نہیں کیں۔ اور اس کا انتظام میرے مینیجر کرتے چلے آئے۔

پس یہ ٹھیک ہے۔ کہ انجمن کی بعض زمینیں میرے نام پر خریدی گئی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ وہ زمینیں گو میرے نام پر خریدی گئی ہیں۔ لیکن انجمن کی اسٹیٹ میں شامل ہیں۔[1] اور انجمن کے کارکن اس پر قابض ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ تحریک جدید کی زمین انجمن کے نام پر خریدی گئی ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ شروع دن سے اس زمین پر تحریک جدید کے کارکن کام کر رہے ہیں۔ اور وہ تحریک جدید کے قبضہ میں ہے۔ اسی طرح یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ کچھ میری زمین انجمن کے نام پر خریدی گئی ہے۔ لیکن شروع دن سے اس کے اوپر میرے کارکن کام کر رہے ہیں۔ اور میرے بنک اکاؤنٹ اس بات کے شاہد ہیں۔ کہ بنکوں کے ذریعہ سے میرے حساب سے اس کی قیمت ادا ہوئی ہے۔ پس یہ کوئی جھگڑے والا سوال ہی نہیں۔ پاکستان کے چار زبردست بنک اس بات کے گواہ موجود ہیں۔ ان بنکوں میں میرے نام کے کھاتے الگ کھلے ہوئے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کے نام کے کھاتے الگ کھلے ہوئے ہیں۔ تحریک جدید کے نام کے کھاتے الگ کھلے ہوئے ہیں۔ اور ان کھاتوں سے وہ قیمتیں ادا ہوئی ہیں۔ بعض دفعہ ایسا ضرور ہوا ہے۔ کہ ضرورت کے موقع پر ایک دوسرے کے کھاتے سے قرض لے لیا گیا ہے۔ لیکن یہ ثبوت بھی بنکوں سے مل سکتا ہے۔ کہ اگر ضرورت کے موقع پر میں نے دس روپے لئے ہیں۔ تو اس کے مقابلہ میں ضرورت کے موقع پر تحریک جدید یا انجمن کو میں نے سو روپیہ دیا ہے۔ یعنی قرض کے معاملہ میں بھی میرا پہلو بھاری ہے۔ اور تحریک جدید اور انجمن کا پہلو کمزور ہے۔ میں ان کا مقروض نہیں رہا۔ وہ میرے مقروض رہے ہیں۔

یہ بات میں زمینوں کے متعلق لکھ رہا ہوں۔ ورنہ یوں انجمن مجھے قرض کے طور پر پچھلے سال تک ماہوار رقم گذارہ کے لئے دیتی رہی ہے۔ اور وہ رقم برابر جماعت کے بجٹ میں پڑتی رہی ہے۔ اور حساب میں موجود ہے۔ (ڈیڑھ سال ہوا میں نے وہ رقم لینی بند کر دی ہے۔ اور سابق قرض اتارنے کی فکر میں ہوں)

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ جہاں تک فروخت کرنے کا سوال ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ میں کچھ زمین فروخت کر رہا ہوں۔ لیکن وہ زمین انجمن کی نہیں ہے۔ نہ وہ ان زمینوں میں سے ہے۔ جو میری ہیں۔ لیکن انجمن کے نام پر خریدی گئی ہیں۔ پس اس کے متعلق نہ کوئی حقیقی اعتراض پیدا ہو سکتا ہے نہ کوئی غلط فہمی۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ کہ کوئی انجمن کی زمین میرے قبضہ میں ہے۔ میں بتا چکا ہوں۔ کہ انجمن کی کچھ زمین میرے نام پر خریدی ہوئی ضرور ہے۔ لیکن میرے قبضہ میں وہ نہیں ہے۔ وہ انجمن ہی کے قبضہ میں ہے۔ اور اس کے مینیجر اس پر کام کر رہے ہیں۔ اس لئے کسی شخص کو اس پر اعتراض کی گنجائش نہ ہو سکتی ہے اور نہ کبھی ہوئی ہے۔

چوتھا اعتراض

یہ ہے۔ کہ جاگیرداری کے قانون سے ڈر کر میں یہ زمین فروخت کر رہا ہوں۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے۔ کہ جاگیرداری کے قانون سے ڈر کر فروخت کرنا نہ شرعاً جرم ہے۔ نہ قانوناً جرم ہے۔ جس دن تک وہ قانون پاس ہو۔ اس دن تک ہر جاگیردار اپنی جاگیر فروخت کر سکتا ہے۔ اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ شریعت کا اس بات پر کوئی اعتراض ہے۔ کہ کوئی شخص اپنی کوئی چیز سنا ہی سے پہلے فروخت کر سکے۔ باقی "آزاد" اور احرار کے دماغ تو ہیں بالکل کند کیونکہ جو شخص غلط بیانی پر اتر آتا ہے۔ وہ سوچنے کا عادی نہیں رہتا۔ ورنہ ہر شخص جان سکتا ہے۔ کہ سندھ میں میری کوئی جاگیر ہو ہی نہیں سکتی۔ میں پنجابی ہوں۔ مجھے سندھ میں کیوں جاگیر ملنی تھی۔ جاگیر نام ہے اس زمین کا جو حکومت وقت کی طرف سے بطور عطیہ کے ملی ہو۔ خصوصاً وہ جس کا لینڈ ریونیو معاف ہو۔

[1] یہاں یہ لطیفہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ان سندھ کی زمینوں کو بعض دفعہ ہمارے اخبارات میں اسٹیٹس لکھا جاتا ہے۔ جس کے معنے انگریزی میں زمینداری کے ہیں۔ یا ایک کوٹھی اور اس کے اردگرد کی زمینداری کے۔ لیکن احرار جہلاء ہمیشہ اسی لفظ پر شور مچاتے رہے ہیں۔ کہ احمدیوں نے ریاستیں قائم کر لی ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا مضمون میں بھی اسٹیٹ کا ترجمہ ریاست کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ مرزا محمود سب سے پہلے سندھ میں اپنی ریاستوں کی زمین فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اس ملک کی کتنی بدقسمتی ہے جس کے علماء جہلاء ہوں۔ یا دوسرے کو بدنام کرنے کے لئے جھوٹ بولنا جائز سمجھتے ہوں۔ مرزا محمود احمد

لوگ محض فخر کے طور پر ایسی زمین کو بھی جاگیر کہہ دیتے ہیں جو گورنمنٹ نے دی ہو۔ اور اس کا لینڈ ریونیو معاف نہ ہو۔ لیکن اصل اصطلاح یہی ہے۔ کہ جو زمین گورنمنٹ نے دی ہو۔ اور اس کا لینڈ ریونیو معاف کر دیا ہو۔ وہ جاگیر ہے۔ میں اپنی کتاب "اسلام اور ملکیت زمین" میں خود لکھ چکا ہوں۔ کہ جاگیرداری اسلام میں ناجائز ہے۔ کیونکہ لینڈ ریونیو زکوٰۃ کا قائم مقام ہے۔ اور زکوٰۃ حکومت معاف نہیں کر سکتی۔ نیز امراء کے لئے زکوٰۃ لینی جائز نہیں۔ اور میں نے اس کتاب میں حکومت کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ جاگیروں کو اڑا دے اور جاگیرداروں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ خود اس حق کو چھوڑ دیں۔ کیونکہ یہ امر اسلام کے خلاف ہے۔ اور امراء کو زکوٰۃ میں سے حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ پس یہ کیونکر خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ میرے پاس کوئی جاگیر ہے۔ نہ میں سندھ کا باشندہ ہوں۔ اور نہ میں سندھ کی حکومت کا کبھی ملازم رہا۔ نہ میں جاگیر کا قائل۔ میرے پاس جاگیر آ ہی کس طرح سکتی تھی۔ اور جو چیز آ نہیں سکتی تھی۔ اس کی فروخت کا سوال ہی کس طرح پیدا ہو سکتا ہے

پانچواں اعتراض

یہ ہے کہ میں انجمن کی زمین کی قیمت کو اپنی ذات پر خرچ کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں انجمن کی کوئی زمین میرے قبضہ میں نہیں۔ انجمن کی جو زمین میرے نام پر خریدی گئی ہے۔ وہ بھی انجمن ہی کے قبضہ میں ہے۔ اور اس پر نہ کسی نے اعتراض کیا ہے۔ کہ میں انجمن کی خریدی ہوئی جائداد پر قبضہ کر رہا ہوں۔ نہ اس اعتراض میں کوئی قوت ہے۔ اور نہ میں اس اعتراض سے ڈرتا ہوں۔ انجمن کے ریکارڈ میں وہ زمینیں درج ہیں۔ جو اس نے خریدیں۔ انجمن کے خزانے میں وہ رقوم درج ہیں۔ جو اس نے اس زمین پر خرچ کیں۔ اور انجمن کے بنک اکاؤنٹ میں بھی وہ آمدنیں درج ہیں۔ جو ان زمینوں سے ہوئی ہیں۔ اور وہ خرچ بھی درج ہیں۔ جو ان زمینوں پر ہوئے۔ اسی طرح جو زمینیں میں نے خریدی ہیں۔ ان کی پہلی قسط ادا کرنا بھی میری طرف سے ثابت ہے۔ ان کی دوسری قسط ادا کرنا بھی میری طرف سے ثابت ہے۔ اور ان کی تیسری قسط ادا کرنا بھی میری طرف سے ثابت ہے۔ یہاں تک کہ آخری قسط ادا کرنا بھی میری طرف سے ثابت ہے۔ پس کوئی صحیح الدماغ آدمی اعتراض کر ہی کس طرح کر سکتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص جوش جنوں میں اعتراض کرے۔ تو مجھے اس سے گھبراہٹ ہی کیا ہو سکتی ہے۔ ریکارڈ موجود ہے۔ میں جماعت کے سامنے رکھ دوں گا۔

ان حالات کے بیان کرنے کے بعد اب میں احرار کو یہ چیلنج دیتا ہوں۔ کہ اگر ان کے اندر کوئی تخم دیانت ہے۔ تو وہ مندرجہ ذیل طریقہ سے مجھ سے اس اعتراض کا تصفیہ کر لیں۔

اوّل یہ کہ ایک نمائندہ جو مستقل طور پر دیوانی کی ججی پر کام کر چکا ہو یا کام کر رہا ہو۔ میں مقرر کر دوں گا۔ اور ایک اسی قابلیت کا آدمی وہ مقرر کر دیں۔ یہ دونوں آدمی مل کر ایک تیسرا ثالث اپنے ساتھ ملا لیں۔ جس میں یہی صفات پائی جائیں۔ یعنی وہ مستقل طور پر سب جج یا اس سے اوپر کے کسی عہدہ پر رہ چکا ہو۔ یا اس وقت اس عہدہ پر ہو۔ میں تحریر کا پہلا ان تینوں ثالثوں کو دے دوں گا۔ جس میں یہ عبارت درج ہوگی کہ

"میں مرزا بشیر الدین محمود احمد اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ یہ زمین جس کی فروخت کا اعلان الفضل کو بھجوایا گیا تھا۔ اور جس کے لئے درخواستیں گاہک بھی آ چکے ہیں اور وہ خط و کتابت میرے پاس محفوظ ہے یہ زمین انجمن کے روپیہ سے خریدی ہوئی نہیں۔ انجمن نے کبھی اس زمین کو اپنی نہیں سمجھا۔ اور کبھی کسی واقف حالات شخص نے اس زمین کو انجمن کی قرار نہیں دیا۔ اگر میں اس دعوے میں جھوٹا ہوں۔ تو خدا کی لعنت مجھ پر ہو۔"

اسی قسم کی ایک تحریر جماعت احرار لکھ کر دیدے۔ اور اس پر مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور شیخ تاج الدین صاحب کے دستخط ہوں۔ کیونکہ وہی احرار کے ذمہ وار کارکن ہیں کہ

"ہم جو جماعت احرار کے ذمہ وار کارکن ہیں۔ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ یہ زمین جو مرزا محمود احمد صاحب قادیانی حال ربوہ فروخت کر رہے تھے اور جس کی فروخت کا اعلان الفضل کو بھجوایا گیا تھا اور آزاد نے جس کا چربہ شائع کیا ہے یہ انجمن کے روپیہ سے خریدی ہوئی زمین تھی اور وہ اس زمین کو اپنی ذاتی اغراض پر خرچ کرنے کے لئے فروخت کر رہے تھے۔ اگر ہم اس اعلان میں جھوٹے ہوں تو خدا کی ہم پر لعنت ہو۔"

جب تینوں ججوں کی طرف سے میرے پاس یہ تحریر آ جائے گی کہ ہمارے پاس دونوں فریق کی تحریریں پہنچ گئی ہیں تو میں دس ہزار روپیہ بنک میں ان تینوں ثالثوں کے نام جمع کرا دوں گا کہ اگر احرار کا دعویٰ ثابت ہو جائے تو علاوہ میری تحریر کے وہ دس ہزار روپیہ بھی احرار کو دیدیں۔ اس طرح احرار کو کھالوں کی اٹھنیاں اور روپے جمع کرنے سے بھی بہت کچھ نجات ہو جائے گی۔ میں ان سے کسی روپیہ کا مطالبہ نہیں کرتا۔ میں صرف اس تحریر کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد دونوں فریق اپنے اپنے دلائل لکھ کر مقررکردہ ثالثوں کو دیدیں اور وہ لوگ کثرت رائے سے اپنا فیصلہ صادر کر دیں کہ آیا میرا دعویٰ صحیح ہے یا احرار کا دعویٰ صحیح ہے۔ اگر وہ احرار کا دعویٰ صحیح قرار دیں تو دس ہزار روپیہ بھی احرار کو دیدیں۔ اور اپنا فیصلہ جس کے ساتھ میری لعنت والی تحریر منسلک ہو وہ بھی ان کے حوالہ کر دیں۔ احرار کو اس طرح میرے خلاف پراپیگنڈے کا بھی ایک بڑا موقع مل جائے گا اور روپیہ بھی بہت کافی مل جائیگا لیکن اگر ثالثوں پر یہ ثابت ہو کہ میرا دعوے ٹھیک ہے اور احرار نے جھوٹ کی نجاست پر منہ مارا ہے تو وہ اپنا فیصلہ لکھ کر اس کے ساتھ احرار کی تحریر لگا کر مجھے بھجوا دیں اور میرا روپیہ مجھے واپس کر دیں۔ ہاں یہ ضروری ہوگا کہ ثالث اپنے فیصلوں میں دونوں فریق کی تحریرات شامل کریں اور فیصلہ بادلائل دیں۔ کیونکہ اس نے بہرحال شائع ہونا ہے۔ اختلاف کی صورت میں کسی ثالث کا اختلافی نوٹ ساتھ شامل کرنا ضروری ہوگا۔ یہ امر بھی یاد رہے کہ جس طرح لعنتوں والی تحریر کی تین کاپیاں تینوں ثالثوں کو الگ الگ دینی ضروری ہوں گی۔ اسی طرح دلائل والی کاپیاں بھی تینوں ثالثوں کو الگ الگ دینی ضروری ہوں گی جن پر میری طرف سے میرے دستخط ہوں گے۔ اور اگر احرار اصرار کریں تو صدر انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ کے بھی اس پر دستخط کرا دوں گا۔ اسی طرح تحریک جدید کے صدر کے بھی دستخط کروا دوں گا۔ گو چونکہ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے اس لئے اس کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر وہ چاہیں تو میں اس کا بھی ذمہ لیتا ہوں۔ دوسری طرف احرار کی تینوں کاپیوں پر مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب جالندھری اور شیخ تاج الدین صاحب لدھیانوی کے دستخط ہونے ضروری ہوں گے میں تین کاپیوں کے تینوں ثالثوں کو الگ الگ دیئے جانے پر اس لئے زور دے رہا ہوں کہ اگر میرا نمائندہ شرارت کرے تو احرار کے پاس ریکارڈ محفوظ رہے اور اگر ان کا نمائندہ شرارت کرے تو ہمارے پاس ریکارڈ محفوظ رہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جماعت احرار اس غیبی دس ہزار روپیہ کو لینے کے لئے بے تابی سے آگے بڑھے گی۔ لعنتیں کھانے کے تو وہ عادی ہیں۔ اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں اور اگر وہ سچے ہیں تو پھر تو بالکل گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ چنانچہ میں بالکل نہیں گھبرایا بلکہ میں لعنتوں کی تحریر کے علاوہ دس ہزار روپیہ بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ روپیہ بنک کے پاس تین ماہ کی میعاد تک کے لئے ثالثوں کے پاس جمع رہے گا۔ اگر اس عرصہ میں انہوں نے فیصلہ نہ کیا اور مزید مہلت مجھ سے طلب کی تو مجھے وہ روپیہ مل جائیگا اور سمجھا جائے گا کہ ثالث کسی وجہ سے فیصلہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ اور اس صورت میں دونوں فریق کو اجازت ہوگی کہ اپنے نمائندے سے فریقین کی تحریریں لے کر خود شائع کر دیں۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

۳۰؍۱۰؍۵۲

سہ ماہی امتحان لجنہ اماء اللہ کا اجراء

کافی عرصہ سے سہ ماہی امتحان لجنہ اماء اللہ کا سلسلہ بند ہے حالانکہ یہ امتحانات خواتین کی دینی قابلیت کو بڑھانے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ شعبہ [illegible]ے ماتحت ان امتحانات کا سلسلہ پھر شروع کیا جاتا ہے اور اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس سہ ماہی کا کورس [illegible]ل پارہ نصف اول باترجمہ اور کتاب دعوۃ الامیر ۱۲۷ صفحہ تک مقرر کیا جاتا ہے۔ تمام لجنات کی [illegible] برڑیاں تعلیم اپنی اپنی لجنہ میں اس کورس کے پڑھانے کا انتظام کرکے شامل ہونے والی ممبرات کے ناموں کی فہرست جلد از جلد مرکز میں بھجوائیں۔ نیز تمام لجنات کی خدمت میں گذارش ہے کہ ان امتحانات کی [اہم]یت کو واضح کرکے زیادہ سے زیادہ ممبرات کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔

امتحان تاریخ ۱۰ جنوری ۱۹۵۳ء مقرر کی گئی ہے

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ — امۃ الرشید شوکت سیکرٹری شعبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور

مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۵۲ء

مسلم لیگ کی طاقت اسکے اصول ہیں

۱۱۔۱۲ اکتوبر ۱۹۵۲ء کو ڈھاکہ میں مسلم لیگ کونسل کے ہونے والے اجلاس میں مسلم لیگ کے دستور میں بعض تبدیلیاں اور ترامیم کرنے کی تجاویز زیر غور آئیں گی۔ ان میں سے ایک مجوزہ ترمیم کے مطابق آئندہ مسلم لیگ کی رکنیت مستقل اساس پر ہوگی رکن بننے سے پیشتر ہر شخص کو آٹھ آنے چندہ دینا پڑے گا۔ اس وقت رکنیت سالانہ اساس پر کی جاتی ہے۔ اور سالانہ چندہ دو آنے ہے۔ اسی طرح پاکستان مسلم لیگ کونسل کے ارکان بھی اپنے عہدوں پر تین سال رہیں گے۔ اس بنیادی ترمیم کے ساتھ متعلقہ ضمنی ترامیم بھی کی جائیں گی۔

ہر پارٹی ایک خاص اڈیالوجی پر بنائی جاتی ہے۔ اور پارٹی میں وہی لوگ داخل ہو سکتے ہیں جو اس خاص اڈیالوجی پر پورا پورا یقین و ایمان رکھتے ہوں۔ اور ان اغراض و مقاصد کی جو اس سے پیدا ہوتے ہیں تکمیل کے لئے تن من دھن سے جدوجہد کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوں مستقل اساس پر رکنیت اس لحاظ سے مستحسن ہے کہ جو لوگ بھی مسلم لیگ میں شامل ہوں گے۔ اور اس کی رکنیت قبول کرینگے وہی لوگ ہوں گے جو مسلم لیگ کے اصولوں پر پورا پورا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس طرح مسلم لیگ کی اجتماعی قوت میں زیادہ سے زیادہ ٹھوس پن آجائے گا۔ اور اس کا ہر رکن اس کی پوری عمارت میں ایک برمحل اور موزوں اینٹ بن جائے گا۔

اس کے علاوہ دستور کے ساتویں حصے میں جو تشریح کی گئی ہے۔ کہ ابتدائی مسلم لیگ کا رکن بننے کے کون لوگ اہل ہیں۔ اس میں ترمیم کرنے کی بھی ایک تجویز زیر غور آئے گی۔ اور اگر یہ تجویز پاس ہوگئی تو کوئی شخص مسلم لیگ کا رکن نہیں بن سکے گا۔ جو کسی دوسری سیاسی جماعت کا بھی رکن ہو۔ مجوزہ ترمیم میں سیاسی جماعت کی تعریف بدیں الفاظ کی گئی ہے۔

"ہر وہ جماعت سیاسی ہے۔ جو خاص مقاصد اور پروگرام کے تحت قائم کی گئی ہو۔ اور جو سیاسی قوت حاصل کرنا چاہتی ہو۔ یا ملک کے سیاسی امور کے متعلق عوامی رائے پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتی ہو"۔

یہ در اصل ہر پارٹی کے بنیادی اصول کی وضاحت ہے۔ ہر پارٹی کا بنیادی اصول یہ ہے۔ کہ کوئی شخص اس کا رکن نہیں بن سکتا۔ جو کسی دیگر پارٹی کا بھی رکن ہو۔ کسی دوسری پارٹی کا الگ وجود ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ دونوں کے اصولوں میں اختلاف ہے۔ اور جب اصولوں کا اختلاف ہوا۔ تو یقیناً ایک شخص دونوں کا رکن نہیں بن سکتا۔

مسلم لیگ کا نام ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ ان لوگوں کی جماعت ہے جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ مسلم لیگ کا اولین اصول یہ ہے کہ اس کا رکن ہر وہ شخص بن سکتا ہے۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اور جو بھی اس کا رکن بنتا ہے بلحاظ پارٹی کے اسکے حقوق و فرائض یکساں ہیں۔ اس لئے اس میں کوئی ایسا شخص شامل نہیں ہو سکتا۔ جو مسلم لیگ کی سیاست کو کسی فرقہ سے وابستہ کرنے کی کوشش کرے اور جو اسکے اندر فرقہ پرستی کی فضا کو ہوا دے البتہ ہر فرقہ کا وہ شخص اس کا رکن بن سکتا ہے۔ جو اپنے مخصوص دینی عقائد پر قائم رہتے ہوئے بھی مسلم لیگ کے اس ہمہ گیر اصول کو تسلیم کرے۔ کہ ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلمان ہے اور مسلم لیگ کا رکن ہونے کی اہلیت رکھتا ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی دیگر سیاسی پارٹی کا رکن نہ ہو۔

اس وقت مسلم لیگ کے مقابلہ میں کئی ایک سیاسی پارٹیاں معرض وجود میں آگئی ہیں۔ جن کی اڈیالوجی مسلم لیگ کی اڈیالوجی سے بالبداہت مختلف تنگ تر اور محدود تر ہے۔ ان میں سے بعض ایسی ہیں جو اسلام کے نام کو اپنی خاص اغراض کے حصول کے لئے بطور تعویذ کے استعمال کر رہی ہیں اور ان کا مقصد زیادہ سے زیادہ یہ ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں سے کسی ایک فرقہ کو یہاں برسر عروج لانا چاہتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی تنگ نظر پارٹی مسلم لیگ کے مقابلہ میں نہ تو کامیاب ہو سکتی ہے۔ اور اس کا برسر اقتدار آنا ملک و قوم کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔

اس سے ثابت ہے کہ محض اپنے وسیع تر اصولوں کی وجہ سے ہی مسلم لیگ کو تمام دوسری پارٹیوں پر ایک گونہ فوقیت حاصل ہے۔ اور اس کی قوت اسی وقت تک ہے جب تک وہ اپنے ان وسیع تر اصولوں پر قائم رہے۔ اس لئے مسلم لیگ کی آئندہ کامیابی کا راز بھی اس امر میں ہے۔ کہ جس طرح اس نے مسلمانوں کے تمام مختلف فرقوں کو ایک محاذ پر متحد کر کے پاکستان کے قیام میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اسی طرح وہ پاکستان کے استحکام اور بہبودی کی جدوجہد میں بھی اپنے انہی اصولوں کی زیادہ سے زیادہ ترویج سے کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلم لیگ کی کامیابی کا راز اسکے اصول ہی ہیں۔ جن بڑی بڑی شخصیتوں نے ملک و قوم کے لئے کام کیا ہے ان کے کام کو بے شک بڑی اہمیت ہے۔ مگر محض کام کوئی معنے نہیں رکھتا۔ جب تک وہ ان اصولوں کے مطابق نہ ہو۔ جن سے وہ اغراض و مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیگ کی قوت کا جن اصولوں پر دارو مدار ہے۔ آج پہلے سے بھی زیادہ ان کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ کوئی سیاسی پارٹی ملک و قوم کی بہبودی کے لئے ٹھوس کام نہ کرے اور کوئی با اصول سیاسی پارٹی ملک و قوم کی بہبودی کے لئے ٹھوس کام نہیں کر سکتی۔ جب تک اس کی تنظیم مضبوط نہ ہو۔ اور جن اصولوں پر اس کی قوت کا دارو مدار ہے ان کو ٹھوس بنیادوں پر استوار نہ کرے

اس لئے مسلم لیگ کا سب سے اہم اور پہلا کام جو ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے بنیادی اصولوں کو ملک میں ہر طریقے سے عام کرنے کی کوشش کرے نہ صرف شہروں بلکہ دیہات میں بھی اس ہمہ گیر اصول کو پھیلائے اور پاکستان کے شہریوں کے دل میں جاگزیں کرائے۔ کہ ملک و قوم کی بہبودی اسی میں ہے۔ کہ ہم سیاسی امور میں تمام فرقہ پرستی کی چپقلش سے آزاد ہو کر ملک و قوم کے لئے کام کریں۔ اور اپنے دینی عقائد کو سیاست میں نہ گھسیڑیں۔ اور اعتقادات میں اختلاف رکھتے ہوئے بھی سیاسی امور میں اتحاد کریں۔ تا کہ قوم کی قوت باہمی جنگ میں صرف ہونے کی بجائے ملک و قوم کے کاموں میں صرف ہو۔

ہم مسلم لیگ کے بنیادی اصول کو ایک بار پھر قائد اعظم مرحوم کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں جو حسب ذیل ہے

"مسلم لیگ کی طرف سے اور میری طرف سے یہ بات بار بار صاف کر دی گئی ہے کہ مسلمانوں کے ہر فرقہ کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ مسلم لیگ کا بنیادی اصول جس پر وہ آج بھی عامل ہے۔ تمام مذہبی فرقوں کی آزادی ہے۔ مسلم لیگ مسلمانوں کے مذہبی عقائد میں کبھی دخل نہ دے گی۔ اور نہ غیر مسلم اقلیتوں اور نہ غیر مسلم اقلیتوں کے مذہبی عقائد میں دخیل ہوگی"۔

(حیات محمد علی جناح مصنفہ رئیس احمد جعفری صفحہ ۲۸۴)

دین دشمنان مسلم لیگ جو تقسیم سے پہلے مسلم لیگ کی صفوں میں ان ہی ہتھیاروں سے انتشار پھیلانے کی ہمہ تن کوشش کرتے تھے۔ آج پھر انہیں ہتھیاروں کو لے کر نکلے ہیں۔ اور اب بھی وہ وہی ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ جو پہلے کرتے تھے۔ ان کا سب سے بڑا ہتھیار یہی ہے کہ فرقہ پرستی کو ہوا دیکر مسلم لیگ کو اس کے اس اصول سے ہٹا دیا جائے جو اس کی طاقت کی بنیاد ہے۔ جس پر اس کی ہستی کا تمام دارو مدار ہے۔ اور جو قائد اعظم کے الفاظ میں اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

ایسے انتشار پسند عناصر کا ایک ہی تیر بہدف علاج ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلم لیگ از سر نو اس اصول کو ملک میں عام کرنے کی مہم تازہ جوش کے ساتھ شروع کرے۔ اور ملک کے بچہ بچہ کے دل پر اتحاد۔ تنظیم اور یقین محکم کے الفاظ نقش کر دے۔

مسلم لیگ کے سامنے ملک و قوم کی تعمیر کا عظیم الشان کام پڑا ہے۔ جب تک وہ اپنی اساس اپنے بنیادی اصول پر از سر نو قائم کر کے نہیں نکلے گی۔ انتشار پسند عناصر اس کے راستہ میں سد سکندری بنے رہیں گے۔ لیکن جب وہ از سر نو اپنے بنیادی اصول کو لے کر نکلے گی۔ تو یہ عناصر خود بخود غبار بنکر اڑ جائیں گے۔

ہمیں امید ہے کہ ڈھاکہ میں مسلم لیگ کونسل کے اجلاس کا سب سے بڑا اور اہم نتیجہ یہی ہوگا۔ . . . .

. . . . کہ مسلم لیگ اپنے بنیادی اصول کو از سر نو قائم کرنے کا تازہ جوش لے کر میدان میں آئے گی۔

اس مقصد کے حصول کے لئے مسلم لیگ ہائی کمانڈ کو جو سب سے پہلے قدم اٹھانا چاہیے وہ یہ ہے۔ کہ وہ ایسے نام نہاد مسلم لیگی لیڈروں اور نام نہاد مسلم لیگی اخبارات کی جو اس کے اس بنیادی اصول کی خلاف ورزی کریں گوشمالی کرے۔ اور انہیں مجبور کرے کہ یا تو وہ اس بنیادی اصول کی سختی سے پابندی کریں۔ اور یا پھر علیحدہ ہو جائیں۔ جب تک وہ منافق عنصر سے جو "زمیندار" کے مدیر مسئول اختر علیخاں کی طرح اس کے اندر رہ کر اسکو کمزور کر رہا ہے اپنی تطہیر نہ کرے گی۔ اس وقت تک اس کی پوزیشن ملک میں مضبوط نہیں سمجھی جا سکتی۔

شذرات

کیا شیعہ بھی غیر مسلم اقلیت ہیں؟

"تسنیم" کے نامہ نگار کی خبر ہے۔

"مظفر آباد میں تمام آبادی کے ایک جگہ نماز عید ادا کرنے کے باوجود مرزائیوں اور شیعہ حضرات نے الگ الگ نمازیں پڑھیں" (۹ ستمبر ۱۹۵۲ء)

لطف یہ ہے کہ اس سے صرف ایک دن قبل "تسنیم" نے مولانا عبداللہ سیفی کا ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ وہ تمام فرقوں کے پیچھے نماز پڑھ لے۔

لہذا "تسنیم" غیر مبہم الفاظ میں جواب دے کہ کیا الگ نمازیں ادا کرنے والے "شیعہ بھی غیر مسلم اقلیت" ہیں؟ ــ

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

انگریزی تلواروں کے سائے میں

تاج الدین صاحب انصاری نے حافظ آباد میں کہا:

"مرزائیت انگریز کا خود کاشتہ پودہ ہے جس نے انگریزی حکومت کے سہارے اور غلامی میں اپنی جڑیں مضبوط کر لی تھیں" (زمیندار ۱۷ ستمبر ۵۲ء)

ہم انصاری صاحب کے اس دعوے کے "ثبوت" میں سیکرٹری پنجاب سی گاربٹ کی ایک چٹھی (مرقومہ ۱۷ اکتوبر ۳۴ء) پیش کرتے ہیں۔ جس میں عین قادیان احراری کانفرنس کے موقعہ پر ہمارے امام ایدہ اللہ کو زیر سیکشن ۳ (۱) (۵) پنجاب کریمنل امینڈمنٹ ایکٹ ۱۹۳۲ء یہ نوٹس دیا گیا کہ:

چونکہ گورنمنٹ پنجاب کو پوری تسلی ہے اور یہ باور کرنے کے لئے اس کے ہاں معقول قرائن موجود ہیں کہ تم مرزا بشیر الدین محمود احمد (ساکن قادیان ضلع گورداسپور) لوگوں کو اس غرض سے قادیان بلا رہے ہو۔ کہ وہ مجلس احرار کے شعبہ تبلیغ کی کانفرنس پر حاضر ہوں اور تمہارا یہ فعل چونکہ امن عامہ کے منافی ہے اس لئے (زیر ایکٹ پنجاب کریمنل امینڈمنٹ ایکٹ) پنجاب گورنمنٹ تمہیں حکم دیتی ہے کہ

(۱) دعوت نامے منسوخ کردو۔

(۲) نئے مت بھیجو۔

(۳) کوئی جلسہ نہ کرو نہ مدعو۔

(۴) جلسہ پر آنے والوں کے استقبال یا کھانے اور رہائش کے انتظام سے احتراز کرو۔۔۔

یاد رہے کہ یہ ایکٹ جس کے ماتحت یہ نوٹس دیا گیا ۱۹۳۲ء میں پاس ہوا تھا۔ اور اسکی تشریح میں لکھا ہے۔ کہ وہ سول نافرمانی اور گورنمنٹ برطانیہ کو تہ و بالا کر دینے والی تحریکات کو رد کرنے کے لئے ہے

اب دنیا خود فیصلہ کر سکتی ہے کہ برطانوی تلواروں کے سائے تلے تقریریں کرنے والے انگریز کے خود کاشتہ پودہ ہیں یا اس کے ظالمانہ بہیمانہ اور غیر منصفانہ احکام کا تختہ مشق بننے والے؟

احراری شریعت کا پہلا ورق

شیخ حسام الدین صاحب نے کہا ہے۔

"جو ملک خالص اسلام کے لئے لیا گیا وہاں اسلام کے خلاف کوئی حرکت برداشت نہیں کی جاسکتی"

(زمیندار ۱۷ ستمبر ۱۹۵۲ء)

اخبار "تسنیم" (۵ ستمبر ۵۲ء) لکھتا ہے کہ:

"ملک کیے ریڈیو اور سینما کو بجائے اس کے کہ لوگوں کی اصلاح کے لئے استعمال کیا جائے۔ اور ان سے تعمیری کام لیا جائے۔ انہیں بے حیائی اور بد معاشی کا اڈہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ اور پریس کو اسلام کے ختم کرنے اور اسلام کے صریح اصولوں میں شکوک اور تذبذب پیدا کرنے میں کھلم کھلا استعمال کیا جارہا ہے"

یہ سب کچھ ہمارے ملک میں ہو رہا ہے اور احراریوں کے سامنے ہو رہا ہے مگر یہ حضرات نبوت جیسے مقدس مقام کی آڑ پر صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ اور ریڈیو سینما اور پریس کی ان ہلاکت آفرینیوں کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھاتے۔

قارئین! اس سے اندازہ فرمائیے کہ اگر احراری شریعت کا پہلا ورق یہ ہے۔ تو اس کا آخری ورق کیا ہوگا؟؟

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

بھارت سرکار کے چاکر

"آزاد" کی رپورٹ ہے کہ دلی میں مجلس احرار اسلام کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اور اس میں پبلک سے اپیل کی گئی۔ کہ وہ صوبہ کانگرس کمیٹی سے پورا پورا تعاون کریں۔

نیز یہ تجویز باتفاق رائے پاس کی گئی کہ:

"ہندوستان کے تمام مذہبی گروہوں کا فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے کے بزرگوں کی عزت کرنا سیکھیں۔ اور یوں سکھائیں۔ تا ہمارا ملک دنیا میں اخلاقی بلندی کے ساتھ ترقی کر سکے"

(آزاد ۲۸ مئی ۵۱ء)

اس کے بالمقابل احراریوں نے پاکستان میں یہ پالیسی اختیار رکھی ہے۔ کہ وہ ایک طرف مسلم لیگی حکومت کو بدنام کر رہے ہیں کہ:

"ہم دعوے کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ملک میں بدامنی اور انتشار پھیلانے کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ جو وزارتوں کی گدیوں پر فائز ہیں"

(آزاد ۷ ستمبر ۵۲ء)

اور دوسری طرف سردار پٹیل کی یاد میں ماتم کناں ہو کر پاکستانیوں کو یہ تلقین کر رہے ہیں:

"وہ ہندوستان کا بہت بڑا سرمایہ تھے ملک کو بہت عرصہ تک ان کی راہنمائی اور تدبر کی ضرورت تھی۔ وہ گرتی ہوئی صحت میں بھی اپنے ملک کی خدمت کرتے رہے۔ اور آج ۔ آج وہ ہندوستان کو داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ اور وہاں جا بسے ہیں جہاں مہاتما گاندھی کستوربا اور مہادیو ڈیسائی پہلے سے ہیں" (آزاد ۱۸ دسمبر ۱۹۵۰ء)

مگر اسکے برعکس جماعت احمدیہ کے مقدس امام اور اپنے پاک باز بزرگوں کے خلاف انسانیت سوز محاذ قائم کیا ہوا ہے۔ اور جماعت احمدیہ اور اسکے امام سے اس بات کا انتقام لے رہے ہیں۔ کہ انہوں نے پاکستان کو پلیدستان اور قائداعظم کو کافر اعظم کہنے کی بجائے کیوں یہ اعلان کیا۔

"ہم پاکستان کی حمایت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کا جائز حق ہے۔ اگر حق کی تائید میں ہمیں پھانسی پر بھی چڑھا دیا جائے۔ تو یہ ہمارے لئے موجب راحت ہوگا" (الفضل ۱۶ نومبر ۴۷ء)

کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ بھارت سرکار کے ان چاکروں پر سخت پابندیاں عائد کی جائیں۔ جو ہندوستان کی ترقی کے لئے بھارت میں اتحاد کی تجاویز پاس کرتے ہیں۔ اور پاکستان میں فرقہ وارانہ منافرت پیدا کر کے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلا رہے ہیں

قائداعظم اپنوں کی نظر میں

زمیندار (۱۲ ستمبر ۱۹۵۲ء) نے "قائداعظم دوسروں کی نظر میں" کے عنوان کے تحت بیورلی نکولس سلطان شہریار اور ربان کھنفر کی آراء شائع کی ہیں مگر ہم بتاتے ہیں کہ قائداعظم "اپنوں" کی نظر میں کیا تھے؟

(۱) "سو مسلم ہزار جینا شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں" (صدر مجلس احرار)

(۲) یہ کافر اعظم ہے یا ہے قائداعظم

(سیکرٹری مجلس احرار)

(۳) "یہ ہیں قائداعظم جو ایک پارسی عورت سے کورٹ شپ کی شادی کرنے کے لئے اپنے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا حتمی اعلان کر چکے ہیں"۔

(ناظم اعلیٰ مجلس احرار)

(۴) کتوں کو بھونکتا چھوڑ دو"

(رئیس الاحرار)

کیا پاکستان کی حکومت کو پاکستان کے بانی کی وفات پر یہ غیرت نہ آسکے گی۔ کہ وہ ان لوگوں کا منہ بند کرے سر نہ چڑھائے:

کیا یہ جذبہ جہاد کی تنسیخ ہے

مولانا اختر علی خان نے حافظ آباد کانفرنس میں کہا کہ

"انگریز نے مرزائیت کے ذریعہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو مسخ کرنے کی کوشش کی" (زمیندار ۲۵ ستمبر ۵۲ء)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے دجال جو فتنہ اسلام پر پڑ رہا ہے اس کے دور کرنے میں حصہ لے بڑی عبادت یہی ہے۔ ہر ایک مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ اس فتنہ کے دور کرنے میں لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں چاہئیے کہ اپنی تقریر اور علم کے ذریعہ اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اس کو دی گئی ہے مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اٹھا دے" (ملفوظات جلد ا ص ۳۷۶)

پھر لکھتے ہیں:

"یہ مقام دار الحرب ہے۔ پادریوں کے مقابلہ میں اس لئے ہم کو چاہئے بیکار نہ بیٹھیں مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب ان کے ہمرنگ ہو جس قسم کے ہتھیار لے کر وہ میدان میں آتے ہیں اسی طرح کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہیئے" (ملفوظات جلد ا ص ۲۲۴)

مولانا اختر علی بتائیں کہ کیا یہ مسلمانوں میں جذبہ جہاد مسخ کرنے کی کوشش ہے یا نہیں وقت کے اہم جہاد کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے ــ

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مرتبہ علمائے ہند کے نزدیک

(از محمد عبد الحق صاحب امرت سری گنج مغل پورہ)

احراریوں اور ان کے حامیوں کی طرف سے آج کل یہ مطالبہ بھی کیا جا رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کو ضبط کیا جائے۔ کیونکہ ان کے نزدیک حضور علیہ السلام کا لٹریچر نعوذ باللہ اشتعال انگیز ہے گویا احراریوں کے نزدیک آریوں کا لٹریچر جس میں ستیارتھ پرکاش جیسی دل آزار کتاب بھی شامل ہے، شائع ہو سکتا ہے عیسائیت کا لٹریچر جس میں اسلام اور بانی اسلامؐ پر سخت گندے الزام لگائے گئے ہیں۔ شائع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے احراری دماغ مشتعل نہیں ہوتا۔ البتہ احراریوں کی رگ حمیت بھڑکتی ہے تو اس لٹریچر پر جس میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لٹریچر درحقیقت قرآن پاک کی تفاسیر پر مشتمل ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب ایسی ہی اشتعال انگیز تھیں۔ جیسا کہ احراری بیان کرتے ہیں۔ تو کیا وجہ تھی۔ کہ غیر احمدی مسلمانوں نے اپنے خرچ پر حضرت اقدس کی مشہور کتاب "سرمہ چشم آریہ" کو شائع کیا۔ جو آج تک کشمیری بازار لاہور کی بعض دکانوں پر فروخت ہو رہی ہے۔

اور پھر حضرت اقدس کی کتابوں میں براہین احمدیہ بھی شامل ہے۔ جس کے متعلق احمدیت کے اشد ترین مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں کہ:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔"

(اشاعۃ السنہ جلد ۷ ص ۶ صفحہ ۱۷۶)

"ہمارے الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے۔ تو ہم کو کوئی کم سے کم ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ سماج و برہمو سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ نصرت حالی کا بیڑا اٹھایا ہو۔ اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آ کر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرے۔" (ص ۱۶۹)

"مؤلف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے۔ اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے۔ کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آئے۔ اور اس کی صداقت و دلائل عقلیہ قرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ بچشم خود ملاحظہ کرے .... اب ہم اس ریویو کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں۔ کہ یا خدا اپنے طالبوں کے رہنما ان پر ان کی ذات سے ان کے ماں باپ سے تمام جہان کی شفقتوں سے زیادہ رحم فرما تو اس کتاب کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے۔ اور اس کے برکات سے ان کو مالا مال کر دے۔ اور اپنے کسی صالح بندہ کے طفیل اس خاکسار شرمسار گنہگار کو بھی اپنے فیوض و انعامات اور اس کتاب کی خاص برکات سے فیضیاب کر۔ آمین

وللارض من کأس الکرام نصیب

(اشاعۃ السنہ جلد ۷ ص ۱۱ صفحہ ۳۴۸)

مولوی محمد حسین صاحب کی یہ رائے اس مقدس لٹریچر میں سے ایک عظیم الشان کتاب کے متعلق ہے جس کو احراری ضبط کرانے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں میرزا حیرت دہلوی کا ایک اقتباس بھی ذیل میں درج کرتے ہیں۔ آپ اپنے وقت کے مسلمہ عالم اور بلند پایہ انشاء پرداز سمجھے جاتے تھے وہ لکھتے ہیں:-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں۔ وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرے کا بالکل ہی رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کے رد میں لکھی گئی ہیں۔ اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے۔ آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا .... اس کا پُرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ اور واقعی اس کی بعض بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔"

(دینا رکرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لٹریچر کی قدر اہل علم اور صاحب رشناس لوگوں سے پوچھیے۔ اخبار وکیل امرت سر اپنے زمانہ میں مسلمانوں میں بہت متین اور وقیع اور بلند پایہ اخبار تھا۔ اس اخبار کے ایڈیٹر مولانا مولوی عبد اللہ العمادی مسلمانوں میں اپنے علم و فضل اور ادیب اور انشاء پرداز ہونے کی وجہ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ وہ احمدی نہ تھے لیکن ایک غیر متعصب قلب پہلو میں رکھتے تھے۔ انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر اخبار وکیل میں اپنے نام سے ایک مقالہ "موت عالم" کے عنوان سے سپرد قلم کیا جس میں آپ نے حضور کے لٹریچر کے متعلق فرمایا۔

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے۔ ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ میرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی۔ کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا۔ جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔"

پھر ایک اور مقالہ ایڈیٹر صاحب کی قلم سے نکلا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں

"اگرچہ مرزا صاحب نے علوم توجیہ اور دینیات کی باقاعدہ تعلیم نہیں پائی مگر ان کی زندگی اور زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہے۔ جس کا پتہ فانی دنیا میں نہیں ملتا۔ اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھایا ہوا ہے۔ کبھی وہ آریوں سے مباحثے کرتا ہے۔ کبھی حمایت اور حقیقت اسلام میں وہ بسیط کتابیں لکھتا ہے ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیارپور میں جو مباحثات انہوں نے کئے۔ ان کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا۔ غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں۔ اور ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا۔ وہ اب تک نہیں اترا۔ ان کی کتاب براہین احمدیہ نے غیر مسلموں کو مرعوب کر دیا۔ اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے۔ اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جو مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے۔ غرضیکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد میں تو ایک گونج پیدا کر دی۔ جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آ رہی ہے۔"

(اخبار وکیل ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

مجھے مندرجہ ذیل دوستوں کا پتہ درکار ہے

(۱) اکرام الحق صاحب ایم اے ولد نذیر الحق صاحب مختار جو کہ تقسیم سے پہلے موضع بہراول تحصیل دانا پور ضلع پٹنہ میں رہتے تھے عادمنی سکونت بھاگلپور (بہار) تھی۔ (۲) مکرم ڈاکٹر حافظ الحق صاحب M. O. D. (بلنگ) دانا پور (پٹنہ) کے رہنے والے اب پاکستان آئے ہوئے ہیں۔ شاید سندھ کی طرف کسی علاقہ میں ہیں۔

(قادر بخش احمدی معرفت بابو عبد الرؤف پوسٹ کلرک ہیڈ پوسٹ آفس ملتان چھاؤنی)

چندہ کی تفصیل

مرکز میں جس قدر چندہ کی رقمیں آتی ہیں۔ وہ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ وصول کرتے ہیں۔ جس کے بعد وہ انہیں مرسلہ تفصیل کے مطابق داخل خزانہ کرتے ہیں ------------- جو چندہ بھجوانے والے احباب رقم کے ساتھ بھجواتے ہیں۔ اگر چندہ کی رقم کے ساتھ اس کی تفصیل نہ ہو تو تفصیل آنے تک رقم مد بلا تفصیل میں بطور امانت رہے گی پس احباب کو چاہیئے کہ وہ رقوم بھجواتے وقت ان کی تفصیل بھی ساتھ ہی بھجوا دیا کریں۔ تاکہ مرسلہ رقوم بروقت اور صحیح مدات میں داخل خزانہ ہو سکیں

(نظارت بیت المال ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور نفس کو پاکیزگی بخشتی ہے!

یہ موصی صاحبان کہاں ہیں!

مندرجہ ذیل موصی صاحبان جہاں کہیں ہوں۔ اپنے اپنے پتوں سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ اور اگر کسی دوسرے دوست کو ان میں سے کسی کا پتہ معلوم ہو۔ تو مہربانی فرما کر مطلع فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(۱) بسم اللہ بیگم صاحبہ بیوہ خان بہادر مولوی شیخ عبد الحق صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور وصیت ۱۰۰۵۷

(۲) سلیم الدین صاحب محمود ولد خلیفہ علیم الدین صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ یہ شخص ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل کمپنی جمشید پور میں ملازم تھے۔ وصیت ۱۰۱۶۵

(۳) محمد شریف صاحب ولد دین محمد صاحب ساکن قادیان۔ یہ شخص اٹھوال ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے وصیت ۱۰۱۸۴

(۴) مسماۃ مسعودہ خانم صاحبہ بہٹ بنت سراج الدین صاحب مرحوم سکنہ دارالرحمت قادیان وصیت ۱۰۲۲۹

(۵) چوہدری عبد اللہ عطاء الرحمٰن صاحب ولد چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے دارالفضل قادیان ” ۱۰۵۳۷

(۶) محمد امین خان صاحب ولد پیر محمد خان صاحب قوم عثوان ساکن سرور گنج پشاور صدر وصیت ۱۰۷۸۹

(۷) ملک فضل حسین صاحب ولد ملک چوہدری خان صاحب ساکن کلر کہار ضلع جہلم ” ۱۱۱۱۲

(۸) قریشی غلام احمد صاحب ولد قریشی محمد شفیع صاحب ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور مقیم بنگلہ میراں پور معرفت ڈاک منشی نہر لودھراں ضلع ملتان وصیت ۱۱۱۱۸

(۹) جمعدار ریاض احمد خان صاحب ولد محمد غلام بیگ صاحب ملٹری میں ملازم ہیں۔ جو پہلے پشاور رہتے تھے اس کے بعد کوہ مری گئے۔ اور کوہ مری سے نامعلوم کہاں چلے گئے ہیں۔ وصیت نمبر ۱۱۳۷۹

(۱۰) محمد عبد اللہ صاحب عمرو ولد کریم بخش صاحب ساکن پڑھیاں کلاں ثم محمد آباد سندھ وصیت نمبر ۱۱۴۶۰

(۱۱) رؤف احمد خان صاحب ولد چوہدری غلام بیگ خان صاحب ساکن وار برٹن ضلع شیخوپورہ وصیت ۱۱۴۶۲

(۱۲) خیر دین صاحب ولد الہ دین صاحب ساکن قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ ” ۱۱۴۶۹

(۱۳) جوالدار کلرک شیخ صدیق احمد صاحب ولد شیخ کریم اللہ صاحب ساکن راولپنڈی وصیت نمبر ۱۲۱۵۳

(۱۴) نواب دین صاحب ولد نور ماہی صاحب ساکن چک ۵۵۵ ضلع لائلپور ملازم ملٹری ” ۱۲۳۲۱

(۱۵) قاضی کرم الٰہی صاحب ولد قاضی عطاء الٰہی صاحب ساکن گوجرانوالہ خاص ” ۷۹۹۰

(۱۶) چوہدری اعجاز احمد صاحب ولد چوہدری عبد المالک صاحب ساکن بہاول پور ۱۲۷ R.B ضلع لائلپور وصیت ۸۶۹۳

(۱۷) سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ میجر اختر حسین صاحب ملک ساکن پنڈوری ضلع اٹک وصیت ۸۹۰۵

(۱۸) عبد المجید صاحب بھٹی ولد چوہدری عطا محمد خان صاحب ساکن کھرل خورد ضلع ہوشیارپور وصیت ۶۹۳۴

(۱۹) غلام محمد صاحب ولد سردار غلام حیدر صاحب محلہ فیروز گنج گڑھی شاہو لاہور وصیت ۸۵۵۱

(۲۰) عزیزہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری نذیر احمد صاحب بھنگواں ضلع گورداسپور وصیت نمبر ۷۰۴۸

(۲۱) محمد صادق صاحب ولد فضل الدین صاحب چک ۲۷۶ ضلع لائلپور ” ۷۷۹۷

(۲۲) محمد اسمٰعیل صاحب ولد چوہدری محمد ولی داد صاحب ساکن سرچہ چک ضلع گورداسپور ” ۹۰۷۶

خط و کتابت کرتے وقت اور منی آرڈر کوپن پر خریداری نمبر (یہ نمبر چٹ پر ہوتا ہے) ضرور لکھ دیا کریں۔ بغیر نمبر کے تعمیل مشکل ہے

(مینیجر الفضل)

منظوری انتخاب عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ کی منظوری تا اپریل ۱۹۵۳ء دی جاتی ہے۔ جملہ احباب جماعت نوٹ فرما لیں۔

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

کھتووالی چک ۳۱۲ ج ب لائلپور

پریذیڈنٹ۔ چوہدری سردار خاں صاحب

پسرور ضلع سیالکوٹ

پریذیڈنٹ۔ میر محمد ابراہیم صاحب

گھلوٹیاں کلاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

پریذیڈنٹ، سیکرٹری امور عامہ:۔ میاں محمد اسمٰعیل صاحب

سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ محمد حفیظ صاحب

سیکرٹری تحریک جدید۔ ڈاکٹر دین محمد صاحب

سیکرٹری تبلیغ۔ ابراہیم صاحب

سیکرٹری مال و وصایا۔ عبد اللطیف صاحب

جھنڈے۔ جھڈو گدام میر پور خاص سندھ

پریذیڈنٹ۔ ملک منظور احمد خانصاحب

سیکرٹری مال۔ منشی نور محمد صاحب

” تعلیم و تربیت۔ ملک منظور احمد خانصاحب

” امور عامہ و خارجہ۔ ملک بشیر احمد صاحب

نوشہرہ

جنرل سیکرٹری۔ سلیم اللہ صاحب

سیکرٹری امور عامہ۔ خانصاحب قاضی محمد رشید صاحب

” تبلیغ۔ مرزا برکت علی صاحب

” مال۔ بابو عبد الستار صاحب

ملیانوالہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

پریذیڈنٹ، سیکرٹری مال، سیکرٹری تبلیغ۔ فضل دین صاحب لدھیانوی

سیکرٹری امور عامہ۔ چوہدری احمد علی صاحب

سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ چوہدری برکت علی صاحب

محمود آباد اسٹیٹ کنری ضلع تھرپارکر سندھ

امین۔ منشی روزی خانصاحب

آڈیٹر۔ منشی عبد العزیز صاحب

محاسب و سیکرٹری مال۔ شیخ غلام محمد صاحب

سیکرٹری مال۔ منشی محمد جمیل صاحب

پریذیڈنٹ:۔ عابد حسین صاحب

(باقی)

سونے چاندی پر زکوٰۃ

سونے کا نصاب ۷½ تولہ ہے اور اس کی شرح چالیسواں حصہ ہے یعنی ۷½ تولہ سونے میں سے ۲ ماشہ ۲¼ رتی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

چاندی کا نصاب ۵۲½ تولہ ہے۔ اس کے بھی چالیسویں حصہ پر یعنی ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

اگر سونے چاندی کے ساتھ کوئی اور دھات ملی ہوئی ہو تو اس کا اندازہ لگا کر اس میں سے خالص سونا چاندی پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

نظارت بیت المال ربوہ

اعلان دار القضاء

سردار عبد الرحمٰن صاحب (مہر سنگھ) بی۔ اے مرحوم کی بیوہ ممتاز بیگم صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ مرحوم کی امانتی رقم دلائی جائے۔ اگر کسی وارث یا قرضخواہ وغیرہ کو اس رقم کی سائلہ کو ادائیگی پر اعتراض ہو تو پندرہ یوم کے اندر اطلاع دیں۔

ناظم دار القضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ

پاکستان کے لئے روسی گندم آرہی ہے

کراچی ۳ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ اس ماہ کے آخر تک روس کے تین جہاز ۲۳ ہزار ٹن گندم لے کر پاکستان پہنچ جائیں گے۔ ان میں سے دو جہاز کراچی آئیں گے۔ اور تیسرا جہاز ۲۰۰۰ ٹن گندم لے کر چٹاگانگ جائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ تینوں جہاز ستمبر کے آخری ہفتے میں روس کی بندرگاہوں سے چل پڑے ہیں

برطانیہ میں صنعت پارچہ بافی کی حالت

مانچسٹر ۳ر اکتوبر۔ کارکنوں اور پیداوار کے سلسلے میں برطانی کاٹن بورڈ کی طرف سے جو اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ برطانیہ میں صنعت پارچہ بافی کساد بازاری کے چنگل سے نکل آئی ہے

گزشتہ چار سال کے عرصہ میں کبھی کارکنوں کی اتنی تعداد کو بھرتی نہیں کیا گیا۔ جتنا کہ ستمبر کے دوسرے ہفتہ میں۔

لیبیا کے بادشاہ عرب ممالک کا دورہ کرینگے

دمشق ۳ر اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ لیبیا کے بادشاہ ادریس السنوسی عنقریب عرب ممالک کے دورہ پر جائیں گے۔

توقع ہے کہ عرب لیگ کے اسسٹنٹ سکرٹری جنرل جو حکومت کی دعوت پر یہاں آرہے ہیں کی موجودگی میں اس دورے کی بابت بات چیت ہوگی۔ (استار)

حاجیوں کی مراجعت

مکہ ۳ر اکتوبر۔ اعلان کیا گیا ہے کہ اب تک ۵۰ ہزار حاجی حج بیت اللہ سے مشرف ہونے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہو چکے ہیں (استار)

شراب کے خلاف ابن سعود کی مہم

مکہ ۳ر اکتوبر۔ سلطان ابن سعود نے شراب نوشی کو ختم کرنے کے لئے ایک زبردست مہم جاری کی ہے۔ ایک فرمان جاری کیا گیا ہے کہ اگر کسی سعودی عرب کے پاس شراب وغیرہ پکڑی گئی۔ تو اسے ۱۰۰ درے لگانے کے علاوہ ایک سال قید کی سزا بھی دی جائے گی۔ اور اگر غیر ملکیوں نے یہ اقدام کیا تو انہیں ملک سے نکال دیا جائے گا۔

فرمان میں بتایا گیا ہے کہ غیر ملکیوں کے ساتھ جو نرمی برتی گئی ہے۔ اس نے اکثر عربوں کو بھی اسلامی احکام کے برعکس شراب نوش بنا دیا ہے اس لئے اب شریعت کا قانون ملکیوں اور غیر ملکیوں پر بلا تخصیص عائد کیا جائے گا۔ (استار)

برطانیہ میں قیمتیں گر جائیں گی

قدامت پسند پارٹی کی رائے

لندن ۳ر اکتوبر۔ قدامت پسند پارٹی کی طرف سے ایک کتابچہ جاری کیا گیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ برطانیہ میں مختلف اشیاء کی قیمتیں کم ہو کر مستحکم ہو جائیں گی۔ اس کتابچے کا نام ہے "ہم جیت جائینگے" اس میں بتایا گیا ہے کہ جن اشیاء کے نرخ گرینگے ان پر ہر خاندان اپنے میزانیہ کا ۶۰ فی صد صرف کرتا ہے

مگر ساتھ ہی یہ انتباہ بھی کیا گیا ہے کہ اگر بلا وجہ بہت زیادہ اجرتیں طلب کی گئیں۔ تو اس سے گھریلو منڈیوں میں افراط زر کی کیفیت پیدا ہو جائیگی اور غیر ممالک میں قیمتوں کی زیادتی کے باعث ہمارا مال غیر مقبول ہو جائے گا۔ جس کا سب سے زیادہ بار زیادہ تنخواہیں طلب کرنے والے کارکنوں پر ہی پڑے گا۔

جب سے چرچل کابینہ برسر اقتدار آئی ہے متعدد گھریلو ضرورت کی اشیاء اور کپڑے کے نرخ کم ہو چکے ہیں۔ کتاب میں بتایا گیا ہے کہ ہم دولت مشترکہ اور دیگر ممالک میں عالمی تجارت کو مستقل طور پر بڑھانے کے لئے بہت زبردست کوشش کر رہے ہیں۔

علاوہ ازیں اس سال حکومت مجلسی سروسز پر گذشتہ سال کی نسبت ۰۰۰،۰۰۰،۷ پونڈ زیادہ صرف کرنے والی ہے۔ (استار)

جرمنی کی برآمدی تجارت میں کمی

بون ۳ر اکتوبر ماہ اگست تک جرمنی سے کل ۰۰۰،۰۰۰،۳۲۱ ڈالر کا مال برآمد ہوا۔ یعنی جرمنی کی برآمدی تجارت میں ۱۰ فیصد کمی ہوگئی، اسی طرح جولائی کی نسبت اگست میں تین فیصد دیگر ممالک سے بھی منگوایا گیا۔ اس کے باوجود اگست میں تجارتی توازن جرمنی کے موافق رہا اور اسے ۰۰۰،۰۰۰،۳۷ ڈالر کی بچت ہوئی۔

بہاولپور شہر میں گندم و آٹے کا راشن کر دیا گیا

بغداد الجدید ۳ اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ بہاولپور شہر میں یکم اکتوبر سے گندم اور آٹے کا راشن کر دیا گیا ہے ہر بالغ فرد کو ۵ چھٹانک اور نابالغ کو ۲½ چھٹانک روزانہ شرح سے راشن دیا جائے گا۔ شہر کی ۲۷ ہزار نفوس پر مشتمل آبادی کے لئے ۵۶ راشن ڈپو قائم کئے گئے ہیں۔ تقریباً ۴

۴ ہزار روڈیں ایک ہزار کی آبادی کے لئے ایک راشن ڈپو کھولنے کا بندوبست کیا گیا ہے۔

برطانیہ کینیڈا سے گندم خریدے گا

لندن ۳ر اکتوبر۔ برطانیہ کی وزارت خوراک نے یہ انتظام کر لیا ہے! کہ آئندہ فصل سے کینیڈا سے ۱۱۵۰۰۰۰۰۰ بشل گیہوں یا اس مقدار میں میدہ خریدا جائے گا۔ اس معاہدے کے تحت جہازوں کا مناسب بندوبست بھی کیا جائیگا۔ اگرچہ شمالی امریکہ میں بہت زیادہ فصل پیدا ہوئی ہے۔ پھر بھی اس کا کوئی امکان نہیں۔ کہ نرخ کم ہو جائیں گے۔ امریکہ میں پیداوار گذشتہ سال کی نسبت ایک تہائی زیادہ ہے۔ لیکن توقع ہے۔ کہ قیمتوں کو بدستور زیادہ رکھنے کی غرض سے زیادہ تر غلہ منڈیوں میں نہیں لایا جائیگا۔ یہ بھی توقع ہے کہ گذشتہ سال کے مقابلہ میں برآمد بھی بہت کم کر دی جائے گی۔ (استار)

برطانیہ میں چائے کی راشن بندی ختم کر دی جائیگی

لندن ۳ر اکتوبر۔ اتوار سے برطانیہ میں چائے کی راشن بندی ختم ہو جائے گی چائے کے تجارتی حلقوں میں اس خبر کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا ہے۔ گذشتہ ۱۲ برس سے برطانیہ میں چائے کی راشن بندی جاری تھی۔ مگر جولائی سے راشن کی مقدار تین اونس فی کس کر دی گئی تھی۔ حالانکہ جنگ سے پہلے فی کس خرچ ۲٫۹ اونس تھا۔

یہ خبر ایک ایسے وقت میں موصول ہوئی۔ جبکہ دنیا میں چائے کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے مقرر شدہ چائے بورڈ ایک بحرانی دور سے گزر رہا ہے۔ کیونکہ پہلے پاکستان اور بھارت نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔

مجلس دستور ساز کا اجلاس

کراچی ۳ر اکتوبر۔ معتبر طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ مجلس دستور ساز پاکستان کا اجلاس ۱۲ر نومبر سے کراچی میں شروع ہوگا۔ اس میں وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں گے۔ اس کے بعد اجلاس کی کچھ اور نشستیں ہوں گی۔ اور پھر دسمبر تک کے لئے ملتوی ہو جائے گا۔ کیونکہ اس دوران میں خواجہ ناظم الدین دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن چلے جائیں گے۔

شمالی برما میں فوجی نقل و حرکت

رنگون ۳ر اکتوبر۔ معتبر ذرائع کا کہنا ہے۔ کہ حکومت برما شمالی برما میں قوم پرست چین کی فوجوں کے خلاف دفاعی انتظامات کے لئے ریاست ہائے شان کے شمال میں فوجیں جمع کر رہی ہے۔ چینی فوجوں کی طرف سے اگلے دو ہفتوں تک حملہ متوقع ہے۔ دریائے سالوین کے ساتھ سرکاری فوجوں کی نقل و حرکت میں شان کے جو دیہاتی مدد کر رہے ہیں۔ انہوں نے کل رات ایک جھڑپ میں ۴ چینی ہلاک کر دیئے۔

بلجیم کے ماہر مالیات کی تہران میں آمد

تہران ۳ر اکتوبر۔ بلجیم کے سابق وزیر خزانہ اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے سابق مینجنگ ڈائرکٹر مسٹر کیمل گٹ ڈاکٹر مصدق کی دعوت پر یہاں آئے ہوئے ہیں وہ آئندہ ایران کی اقتصادی حالت کو مستحکم بنانے کے سلسلے میں حکومت ایران کو مشورہ دیں گے۔ آپ نے آج ڈاکٹر مصدق سے بھی ملاقات کی۔ ایرانی اخبارات نے آپ کا خیر مقدم کیا ہے۔

جنرل نجیب کی دورے سے واپسی

قاہرہ ۳ر اکتوبر۔ مصر کے وزیر اعظم اور کمانڈر انچیف جنرل نجیب جو مصر کے زیریں حصے کے دورے پر گئے تھے۔ گذشتہ شب واپس قاہرہ پہنچ گئے۔

امریکہ نیا منصوبہ پیش نہیں کرے گا

نیویارک ۳ر اکتوبر۔ امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈین ایچی سن نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ امریکہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اگلے اجلاس میں جنگ کوریا ختم کرنے کے لئے ایک نیا منصوبہ پیش کرے گا۔ جنرل اسمبلی کا اجلاس ۱۴ر اکتوبر سے شروع ہو رہا ہے۔

ثالثی کے ذریعے تصفیہ کی تجویز

راولپنڈی ۳ر اکتوبر برطانیہ کے مشہور جریدہ اکانومسٹ نے مسئلہ کشمیر کے بارے میں ڈاکٹر گراہم کی حالیہ رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے۔ مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ میں پیش ہوئے پانچ سال ہونے کو آئے ہیں۔ لیکن ابھی تک اقوام متحدہ اس کے تصفیہ کے لئے کوئی ٹھوس کوشش نہیں کر سکی۔ بھارت کسی صورت کشمیر میں اپنی فوجوں کی تعداد کم کرنے پر تیار نہیں۔ وہ عارضی صلح کے بعد سے اپنی پوزیشن مضبوط بنا چکا ہے۔ اس لئے وہ ہر مرحلہ پر تصفیہ و مصالحت م

م کی تجاویز کو ٹھکرا رہا ہے۔ اور اب سمجھوتہ کی مزید گفت و شنید فائدہ مند ثابت نہیں ہو سکتی۔ ان حالات میں حفاظتی کونسل کے لئے ایک ہی طریق کار باقی رہ جاتا ہے۔ کہ وہ فوجوں کی موجودگی کے مسئلہ کو ثالثی کے ذریعہ طے کرائے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵